اولیاء اللہ مرزا محمد علی کے نشانہ تنقید پر

اللہ والوں کا گستاخ

مرزا محمد علی جہلمی

مصنفین

علامہ مولانا عنایت اللہ حصیر

مولانا مفتی محمد انس رضا قادری

مرکزی مجلس رضا

MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اولیاء اللہ مرزا محمد علی جہلمی کے نشانہ وتنقید پر

اللہ والوں کا گستاخ
مرزا محمد علی جہلمی

علامہ عنایت اللہ حصیر مدظلہ

مفتی محمد انس رضا قادری مدظلہ

مرکز مجلس رضا، لاہور

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ
وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللہِ

سلسلہ اشاعت نمبر 67

نام کتاب: اللہ والوں کا گستاخ مرزا محمد علی جہلمی

مصنف: علامہ عنایت اللہ حصیر
مولانا مفتی محمد انس رضا قادری

صفحات: 40

تاریخ اشاعت: یکم ذوالحج 1444ھ
20 جون 2023ء

ناشر: مرکزی مجلس رضا، لاہور

ملنے کا پتا

دفتر مرکزی مجلس رضا مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

0321-4477511/042-37225605

تمہید

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ المفہوم:

توحید بیان ہوگی تو توہین خود بخود ہوگی، پیغمبر ولی عام آدمی سب کوئی شے ہی نہیں، یہ تو اپنا پیشاب روک نہیں سکتے۔

خلاصہ:

توحید بیان کرنے کے لیے توہین بیان کرنا ضروری ہے یہ مرزا جہلمی کا جھوٹ وغلط نظریہ ہے، کفر تک ہوسکتا ہے کیونکہ شیطان بھی بظاہر توحید کا قائل تھا۔۔۔ اللہ کو ایک مانتا تھا مگر تکبر توہین و گستاخی کر کے مردود کافر جہنمی ٹھہرا۔ عزت والوں کی توہین کر کے توحید بیان کرنا اصل توحید نہیں بلکہ شیطانی توحید ہے، اصل توحید تو کچھ اس طرح بیان ہوتی ہے کہ فلاں بت وغیرہ جسے اللہ نے غیر معزز کیا ہے تم اسے معزز سمجھتے ہو لیکن اسکی کوئی حیثیت نہیں اصل ذات تو اللہ وحدہٗ لاشریک کی ہے، ایک طریقہ اصلی توحید بیان کرنے کا یہ ہے کہ فلاں مخلوق کو اللہ نے اتنا معزز و عزت و شرف والا بنایا ہے تو اس اللہ کی اپنی کتنی عظیم شان و عظمت ہوگی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا مختار بنایا کہ نبی پاک جو چاہتے وہ اللہ کی عطاء و مدد سے ہوجاتا مگر نبی پاک نے عاجزی کو اختیار فرمایا، نبی پاک چاہتے تو کھانے پینے، سونے جاگنے جیسے بشری امور سے اللہ کی مدد و عطاء سے بے نیاز ہوجاتے، پیشاب روکنا یا پیشاب آنے سے بالکل ہی پاک ہونا تو معمولی بات ہے۔ جب اللہ کی عطاء سے نبی پاک کی اتنی عظیم شان ہے تو اللہ وحدہ لاشریک کی کتنی عظیم شان ہوگی۔

تفصیل و تحقیق

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ❶

(اللہ نے فرمایا) بیشک میں نے خاص انسان (سیدنا آدم علیہ السلام) کو بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارا تھی۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ۔ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ۔ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ❷

شیطان بولا مجھے زیب نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔

اللہ نے فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے، اور تجھ پر قیامت تک لعنت ہے، شیطان نے کہا اے میرے رب مجھے مہلت دے (موت نہ دے) یوم حشر تک

غور کیجیے! اللہ تعالی نے خود فرمایا کہ اس نے سیدنا آدم علیہ السلام کو صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ سے پیدا فرمایا ہے جو کہ حق سچ ہے۔

لیکن یہی حق سچ لفظ شیطان نے کہے تو توہین کہلائے، ثابت ہوا کہ کوئی حق سچ بات ہو مگر نامناسب انداز و غیر محل میں بیان کی جائے تو وہ گستاخی و کفر تک ہو جاتا ہے۔ پھر شیطان نے کہا "اے میرے رب! صاف ظاہر ہے کہ وہ خود کو خدا نہ سمجھ رہا تھا اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہ کر رہا تھا وہ اے میرے رب کہہ کر ایک طرح سے توحید باری تعالیٰ کا اعلان کر رہا تھا لیکن یہ توحید ایک معزز کی توہین کر کے بیان کر رہا تھا یہی تو ہم خلاصے میں کہہ آئے ہیں۔ گویا شیطانی توحید کا طریقہ ہے کہ اللہ کی

---

❶ (سورہ الحجر آیت 26)

❷ (سورہ الحجر آیت 32 تا 36)

توحید اس طرح بیان کی جائے کہ اللہ کے پیاروں کی جس سے توہین ہو ایسی توحید بیانی گویا شیطان کا طریقہ ہے۔

مفسرین نے بھی شیطان کے اس انداز کو گستاخی وکفر قرار دیا حالانکہ بات تو سچ تھی مگر موقعہ وانداز کی وجہ سے گستاخی بن گئی۔

مفسرین نے شیطان کے جملے کہ سیدنا ادم کو مٹی سے پیدا کیا، اس جملے کو کفر و گستاخی قرار دیا۔

فهو أولُ من أسس بنيانَ التكبر واخترع القولَ بالحسن والقبح العقلين والاستكبارَ مع تحقير آدمُ عليه السلام

شیطان ہی سب سے پہلا ہے جس نے تکبر کی بنیاد رکھی اور عقل کے حساب سے اچھا اور برا کہنے کی بدعت نکالی۔ تکبر کیا اور سیدنا آدم علیہ السلام کی توہین وگستاخی کی۔ ①

تَشْتَمِلُ عَلَيْهِ مِنِ احْتِقَارِ آدَمَ

شیطان کا کلام سیدنا آدم کی توہین کمتری وگستاخی پر مشتمل تھا۔ ②

أراد إبليس أنه أفضل من آدم لأن آدم طيني الأصل وإبليس ناري الأصل والنار أفضل من الطين فيكون إبليس في قياسه أفضل من آدم، ولم يدر الخبيث أن الفضل فيما- فضله الله تعالى

ابلیس لعین نے ان الفاظوں سے یہ مراد لیا کہ وہ سیدنا ادم سے افضل ہے اس طرح قیاس کیا کہ مٹی سے نار افضل ہے، شیطان خبیث کا یہ قیاس باطل ہے کیونکہ افضل وہ ہے جسے اللہ افضلیت وفضیلت دے۔ ③

---

① (تفسیر ابی السعود 3/216 ملتقطا)

② (تفسیر ابن عاشور 15/150)

③ (تفسیر الخازن 3/56)

اول بات تو یہ ہے کہ انبیاء کرام چاہتے تو کھانے پینے اور رفع حاجت سے پاک ہوتے اللہ کی عطاء سے، لہٰذا پیشاب روکنا چاہتے تو روک سکتے تھے اللہ کی عطاء سے، لہٰذا مرزا کا کہنا کہ پیشاب نہ روک سکتے تھے جھوٹ و گستاخی کہلائے گا۔

بالفرض حقیقت میں بھی اگر ایسا ہوتا کہ اللہ نے انبیاء کرام کو پیشاب روکنے کا اختیار نہ دیا ہوتا تو بھی توحید کی آڑ میں ایسی بات کہنا گستاخی کہلائے گا کہ انداز و محل و موقعہ نامناسب ہے۔

اب توحید باری تعالیٰ، شان باری تعالیٰ کا ایک اور انداز ملاحظہ کیجیے!!

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا ①

(شریک نقص عیب وغیرہ سے) پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے ایک حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک معراج کرائی۔

دیکھیے کس انداز میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان ہو رہی ہے اللہ کی شان بیان ہو رہی ہے کہ اللہ کریم وہ ذات ہے کہ جس نے ایسا خاص بندہ بنایا ہے جس کی یہ شان ہے کہ رات کے قلیل حصے میں معراج کرائی اللہ نے جب وہ خاص بندہ اتنا عظیم ہے تو سوچو رب تعالیٰ کتنا عظیم وحدہ لاشریک ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۔ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ②

تمہارا رب ہر عیب (شریک نقص ہر عیب) سے پاک ہے کہ جو اس کے متعلق جو بولتے ہیں اور سلام ہو انبیاء ورسولوں پر۔

اللہ اللہ! اللہ کی شان و توحید بیان ہو رہی ہے اور ساتھ میں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ

---

① (سورہ بنی اسرائیل آیت 1)

② (سورہ الصافات آیت 180-181)

سلام ہوا نبیاء و مرسلین پر..... یہی تو ہم کہہ رہے ہے کہ توحید و شان اس طرح بیان کرو کہ جب اللہ کے پیارے اتنے شان والے ہیں تو اللہ وحدہ لاشریک کی کتنی عظمت و شان والا ہے!! ہاں ناحق مبالغہ آرائی اور غلو بھی ٹھیک نہیں اور جسکی مذمت اللہ نے فرمائی جیسے بت وغیرہ اس کی توہین و مذمت کر کے بھی توحید بیان کرنا برحق ہے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ (1)

فرمادیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور سلام ہو اللہ کے ان بندوں پر کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے اور اللہ تعالیٰ خیر ہے پاک ہے اس سے جو شریک ٹھہراتے ہیں۔

شرک کی مذمت ہو رہی ہے لیکن اللہ کے پیاروں پر سلام بھی بھیجا جا رہا ہے...اے عقل کے اندھو شرک کی مذمت کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ کے پیاروں کی مذمت و توہین کی جائے۔

قُلِ الحمد لِلّٰهِ وسلام على عِبَادِهِ الذين اصطفى إثرَ ما قصَّ الله تعالى على رسوله صلى الله عليه وسلم قصصَ الأنبياءِ المذكورينَ عليهم الصَّلاة والسَّلام وأخبارَهم الناطقةَ بكمالِ قُدرته تعالى وعِظمِ شأنِه وبما خصَّهم به من الآياتِ القاهرةِ والمعجزاتِ الباهرةِ الدالَّةِ على جلالةِ أقدارِهم وصحَّةِ أخبارِهم وبيَّن على ألسنتهم حقِّيةَ الإسلامِ والتَّوحيدِ وبطلانَ الكفرِ والإشراكِ

اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کے قصے بیان کئے اور ان کی وہ عظیم صفات بیان کیں کہ جو اللہ نے خاص انہیں عطاء کیں پھر اللہ نے ان عظیم انبیاء کرام کی زبانوں سے اسلام و توحید کی حقیقت بیان کرائی اور کفر و شرک کا باطل ہونا ثابت کرایا۔ (2)

---

(1) (سورہ نمل آیت 59)

(2) (تفسیر ابی السعود 6/292)

ظاہری انسانی صفات بطور مذمت و انکار بیان کرنا تو کفار منکرین کا طریقہ ہے۔!!

قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ

(منکرین نبوت، گستاخان رسول) کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے جو کھاتا پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔ (1)

اوصافِ انسانی بیان کر کے انکار و توہین کرنا منکرین و گستاخوں کا طریقہ ہے۔

تعظیم رسول ہر حال میں جزء ایمانی ہے۔!!

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا

اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (2)

وعزّروہ، یقول وقّروہ وعظموہ

عَزِّرُوْہُ کا معنی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ (ہر حال میں) رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (3)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا

بے شک وہ لوگ جو اللہ کو اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں (رسول کی گستاخی کر کے انکار کر کے کسی بھی طریقے سے) تو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں بھی

---

(1) (سورہ فرقان آیت 7)

(2) (سورہ فتح آیت 9)

(3) (تفسیر طبری 13/168)

اور آخرت میں بھی اور اللہ نے ان (گستاخوں منکروں) کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ [1]

وفی الآیة دلالة عصمة رسول الله، وألا یکون منه ما یستحق الأذی بحال

اس آیت میں واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ معصوم ہیں اور ان کی کسی بھی حال میں اذیت و گستاخی نہیں کر سکتے۔ [2]

امام اہلسنت نے دوٹوک فرما دیا کہ کسی بھی حال میں، انداز میں، کسی بھی وقت و موقعہ میں اللہ کے پیاروں کی توہین نہیں کی جا سکتی۔ توحید باری بیان ہو، اللہ کی عظمت بیان ہو تو اس طرح نہیں کہ اللہ کے پیاروں کی توہین کی جائے، ہرگز نہیں۔

لما أمر تعالى بتعظيم رسوله صلى الله عليه وسلم، والصلاة والسلام عليه، نهى عن أذيته، وتوعد عليها فقال إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ وهذا يشمل كل أذية، قولية أو فعلية، من سب وشتم، أو تنقص له، أو لدينه، أو ما يعود إليه بالأذى لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا أى أبعدهم و طردهم وَالآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا جزاء له على أذاه، أن يؤذى بالعذاب الأليم، فأذية الرسول، ليست كأذية غيره، لأنه -صلى الله عليه وسلم- لا يؤمن العبد بالله، حتى يؤمن برسوله صلى الله عليه وسلم وله من التعظيم، الذى هو من لوازم الإيمان، ما يقتضى ذلك

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم دیا اور انکو اذیت دینے انکی گستاخی کرنے سے روکا تو یہ بھی ڈر سنایا کہ دنیا و آخرت میں لعنت و عذاب

---

1. (سورہ الاحزاب آیت 57)
2. (تفسیر الماتریدی 8/413)

ہوگا۔ رسول کی ہر قسم کی گستاخی سے اللہ نے روکا ہے چاہے وہ گستاخی قول سے ہو، فعل وعمل سے ہو، سب وشتم سے ہو، یا انکی ذات میں یا انکے دین میں تنقیص کی جائے یا کوئی بھی گستاخی ہو اسکی جزا دنیا وآخرت میں لعنت، ذلت، رسوائی اور عذاب نار ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا گستاخی کرنا دوسروں کی اذیت وگستاخی کی طرح نہیں کیوں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے کہ اللہ پر کوئی بندہ اس وقت ایمان لائے گا جب وہ رسول پر ایمان لائے گا اور رسول کی تعظیم کرے گا یہ ایمان کے لوازمات میں سے ہے ایمان کا تقاضا ہے۔ [1]

عبر بایذاء اللہ و رسولہ عن فعل ما لا یرضی اللہ و رسولہ

اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینا اسکی وضاحت یوں ہے کہ ایسا قول وفعل بیان کیا جائے جس سے اللہ راضی نہ ہو اور رسول راضی نہ ہو۔ [2]

بھلا بتایئے کہ اللہ کریم اس بات سے راضی ہوگا کہ تم یہ کہو کہ رسول تو پیشاب بھی نہیں روک سکتے؟

نزلت فی الذین طعنوا علی النبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنے مارے گئے تو یہ آیت نازل ہوئی (کہ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت نہ دو گستاخی نہ کرو)۔ [3]

پیشاب نہ روک سکنا یہ بھی تو ایک قسم کا طعنہ ہی تو ہے.....!!

من أذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطعن فی شخصہ او دینہ او نسبہ او صفۃ من صفاتہ او بوجہ من وجوہ الشین فیہ صراحۃ او کنایۃ او

---

[1] (تفسیر السعدی ص 671)

[2] (تفسیر نسفی 3/44)

[3] (تفسیر طبری 20/323)

تعریضا او اشارۃ کفر ولعنہ اللہ

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کی توہین کرے ان کو اذیت پہنچائے کوئی طعنہ دے کہ ان کی ذات میں طعنہ دے یا ان کے دین میں طعنہ دے یا ان کے نسب میں طعنہ دے یا ان کی صفات میں سے کسی صفت میں طعنہ دے یا کسی بھی طریقے کی توہین کرے صراحتاً کرے یا کنایۃً کرے، تعریضاً کرے یا اشارتاً کرے کسی بھی طرح کرے سب کفر ہے اور اللہ کی اس پر لعنت ہے۔ [1]

لھذا جہلمی اگر اپنا پیشاب نہیں روک سکتا تو رسول کریم کو اپنے جیسا مت سمجھے کیونکہ رسول کریم جیسا کوئی نہیں!!

وَأَيُّكُمْ مِثْلِي ؟ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا تم میں سے کون میری مثل ہو سکتا ہے، مجھے تو اللہ کھلاتا ہے اور مجھے تو اللہ ہی پلاتا ہے۔ [2]

إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ [3]

لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ : إِنِّي أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقَى

رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہاری ہیئت کی طرح نہیں ہوں کہ مجھے تو (غیب سے) کھلایا جاتا ہے پلایا جاتا ہے۔ [4]

لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تم میں سے کسی ایک شخص کی طرح بھی

---

1. (تفسیر مظہری 7/381)
2. (بخاری حدیث 1965)
3. (بخاری حدیث 1962)، (مسلم حدیث 1102)
4. (بخاری حدیث 1922)، (مسلم حدیث 1105)

نہیں ہوں۔ 1

پیشاب روکنا تو معمولی بات ہے، رسول کریم چاہیں تو کیا سے کیا ہو جائے اللہ کی عطاء سے

إِسْرَافِيلُ، فَقَالَ وَأَمَرَنِي أَنْ يُعْرَضَنَ عَلَيْكَ إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ أُسَيِّرَ مَعَكَ جِبَالَ تِهَامَةَ زُمُرُّدًا، وَيَاقُوتًا، وَذَهَبًا، وَفِضَّةً

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسرافیل میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اے محبوب میں آپ کے پاس یہ پیش کرو کہ اے محبوب اگر آپ چاہیں تو میں تہامہ کے پہاڑ زمرد یاقوت سونا چاندی بنا کر آپ کے ساتھ بھیج دوں۔ 2

لو شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِي جِبَالُ الذَّهَبِ رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

رسول کریم نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلیں۔ اس حدیث کو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن معتبر ہے۔ 3

وَحَاصِلُهُ أَنَّ اللهَ خَيَّرَكَ فَاخْتَرْ مَا شِئْتَ

ان احادیث سے حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ اے محبوب آپ جو چاہیں اختیار فرمائیں (اللہ کی عطا سے)۔ 4

---

1 (بخاری حدیث 1961)، (مسلم حدیث 735)، (نسائی حدیث 1659)، (ابوداود حدیث 950)

2 (کتاب المعجم الأوسط للطبرانی 7/88)، (کتاب الزهد الکبیر للبیهقی ص 186 نحوه)، (کتاب إحیاء علوم الدین امام غزالی 4/233 نحوه)

3 (مجمع الزوائد حدیث 14210)، (کتاب مشکاۃ حدیث 5835 نحوه)، (کتاب جمع الجوامع حدیث 12653)

4 (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح 9 3724)

فهذا الغاية القصوى والدرجة العليا فى التمكين والتمكن منهم والتحكّم فيهم حتى يصير العفريت الذى أُعطى من القوّة مايحمل الجبل فَيَقلِبُه أعلاه أسفله آل حاله معه فى الذل إِنَّ اللهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ التحريم من الآية 4 فأىّ ظهير أعظم من هذا وأىّ ناصر أقوى من هذا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاقت واختیار کا اندازہ اس طرح لگائیے کہ جنات کو جو طاقتیں حاصل ہیں عفریت جن کو جو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ پہاڑ کو الٹ پلٹ کر دے یہ سب طاقت واختیار وعظیم صفات والے بھی رسول کریم کے سامنے ادب سے پیش آتے ہیں (تو یقیناً ان جنات کی طاقت سے زیادہ طاقت وعظمت رسول کریم کو اللہ نے دی ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ بھی رسول کریم کا مددگار ہے جبرئیل مددگار ہے نیک مومنین مددگار ہیں ملائکہ مددگار ہیں... تو اس سے بڑھ کر اور کیا طاقت ومدد ہو سکتی ہے؟ [1]

اللہ کی طاقت سے اللہ کی عطا سے جنات کیا سے کیا کر سکتے ہیں ملائکہ کیا سے کیا کر سکتے ہیں لیکن رسول کریم کے سامنے ان کی طاقت کم ہی ہے، رسول کریم کی عطائی طاقت واختیار کا اندازہ ہی ناممکن ہے اور جہلمی بکواس کرتا ہے کہ پیشاب نہیں روک سکتے۔

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَمَنَّى تَسْخِيرَهُمْ لَمَا امْتَنَعُوا عَلَيْه

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہیں تو یہ دریا یہ پہاڑ یہ ہوائیں الغرض یہ کل کائنات آپ کے اختیار میں ہو جائے۔ [2]

انبیاء کرام کے ظاہر یعنی کھانا پینا چلنا سونا وغیرہ عادات وافعال کچھ ہیں مگر باطنی

---

[1] (خصائص سید المرسلین ص 456,462 ملتقطا)

[2] (دلائل النبوۃ لابی نعیم ص 600)

حقیقی طور پر کچھ اور ہی ہیں

فَأَخْبَرَ أَنَّ سِرَّهُ وَبَاطِنَهُ وَرُوحَهُ بِخِلَافِ جِسْمِهِ وَظَاهِرِهِ وَأَنَّ الْآفَاتِ الَّتِي تَحِلُّ ظَاهِرَهُ مِنْ ضَعْفٍ وَجُوعٍ وَسَهَرٍ وَنَوْمٍ، لَا يَحِلُّ مِنْهَا شَيْءٌ بَاطِنَهُ

آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن و سر اور انکی روح اسکے جسم اطہر و ظاہر کے خلاف ہے۔ بظاہر جسم کو کمزوری ہوتی ہے بھوک ہوتی ہے سونا ہوتا ہے جاگنا ہوتا ہے لیکن یہ باتیں صرف جسم کی حد تک بظاہر ہیں حقیقت و باطن میں ان کا رسول کریم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ [1]

وأمّا بواطنهم فمنزّهة غالبا عن ذلك معصومة منه، متعلقة بالملإ الأعلى والملائكة

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بظاہر جسم کو جو عارضہ لاحق ہوئے وہ ظاہری طور پر ہیں حقیقت میں تو رسول کریم کی صفات عادات ان سب سے پاک ہیں، ملائکہ اور الملا لاعلی سے ملتے ہیں۔ [2]

وأما أرواحهم وبواطنهم فمعصومة منه متعلقة بالملأ الأعلى لأخذها العلم عنهم، وتلقيها الوحي منهم، وقد يقيهم الله سبحانه عن الآفات البشرية أيضا ويعصمهم منها معجزة لهم وإظهارا لشرفهم وامتيازهم من سائر البشر إذا اقتضت الحكمة ذلك

انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح اور ان کے باطن معصوم و پاک و منزہ ہوتے ہیں جسمانی عوارض سے، الملا الاعلی سے ملے ہوتے ہیں اللہ کبھی کبھار جب اسکی حکمت ہوتی ہے وہ انبیاء کرام کو بعض جسمانی عوارض سے بھی منزہ اور پاک کرتا ہے تا کہ معجزہ ظاہر ہو

---

1 (الشفا بتعریف حقوق المصطفی 2/409)

2 (سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد 12/4)

اور انبیاء کرام کی شرف وعظمت ظاہر ہو اور ثابت ہو کہ وہ عام بشر کی طرح نہیں [1]

اسلاف نے قرآن واحادیث سے دلیل اخذ کر کے کیا ہی پیارا عقیدہ ارشاد فرمایا کہ انبیاء کرام کی حقیقت ان کے باطن تو جسمانی عوارض سے پاک ہیں سونے جاگنے کھانے پینے چلنے پھرنے وغیرہ سے پاک ہیں.... یہ تو ظاہری کام انبیاء کرام کے اختیاری ہیں۔ انبیاء کرام چاہیں تو ان عوارض کو روک دیں.... لیکن جاہل گستاخ چھوکرا جہلمی کہتا ہے کہ پیشاب تک نہیں روک سکتے اور اسی طرح نجدیوں وہابیوں نام نہاد اہلحدیثوں اور دیوبندیوں کے بڑے بڑے لکھ گئے کہ نعوذ باللہ انبیاء کرام چمار سے بھی زیادہ ذلیل وکمتر ہیں اللہ کے سامنے جبکہ اللہ فرماتا ہے:

اللہ کے لیے عزت ہے اور اسکے رسول کے لیے عزت ہے اور مومنین کے لیے عزت ہے۔ [2]

اللہ نے جن چیزوں کو حرمت وعزت دی ہے انکی جو تعظیم کرے گا تو یہ اسکے لیے نیکی وبھلائی ہے اللہ کے نزدیک۔ [3]

انبیاء کرام اور اللہ کے پیاروں کی شان قرآن واحادیث سے بیان کی جائے تو بہت بڑی کتاب بن جائے۔

انبیاء کرام کو عوارض بشریہ یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ کے طعنے دینا کفر ہے!!

عَيَّرَهُ بِشَيْءٍ مِمَّا جَرَى مِنَ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَيْهِ، أَوْ غَمَصَهُ »١« بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِيَّةِ الْجَائِزَةِ وَالْمَعْهُودَةِ لَدَيْهِ، وَهَذَا كُلُّهُ إِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَأَئِمَّةِ الْفَتْوَى مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللهِ عليهم إلى هلم جرا

---

1. (لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح 9 443)
2. (سورہ منافقون آیت 8)
3. (سورہ حج آیت 30)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عار دی (طعنہ مارا) ان چیزوں کے ذریعہ سے کہ جو اللہ تعالی نے ان پر امتحانات ڈالے مصائب ڈالے تو یہ کفر ہے یا پھر عوارض بشریہ (یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ) کے ذریعے توہین و گستاخی کی تو بھی کفر ہے، اس پر آج تک کے معتبر علماء کا اجماع ہے مفتیان کرام کا اجماع ہے صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ [1]

عوارض بشریہ میں سے یہ بھی ہے کہ بندے کو پیاس لگتی ہے پانی پیتا ہے پھر پیشاب آتا ہے ان عوارض کا انبیاء کرام کو طعنہ دینا توہین کرنا بے ادبی کرنا کفر ثابت ہوا۔

أو عيّره بشيء مما جرى من البلاء والمحنة عليه، أو غمصه ببعض العوارض البشرية الجائزة والمعهودة لديه كان كافرا بالإجماع

یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عار دی (طعنہ مارا) ان چیزوں کے ذریعہ سے کہ جو اللہ تعالی نے ان پر امتحانات ڈالے مصائب ڈالے تو یہ کفر ہے یا پھر عوارض بشریہ (یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ) کے ذریعے توہین و گستاخی کی تو بھی کفر ہے اس پر اجماع ہے۔ [2]

يَسُبُّهُ أَوْ يَسْتَخِفُّ أَوْ يَسْتَهْزِئُ بِهِ أَوْ بِشَيْءٍ مِنْ أَفْعَالِهِ كَلَحْسِ الْأَصَابِعِ، أَوْ يُلْحِقُ بِهِ نَقْصًا فِي نَفْسِهِ أَوْ نَسَبِهِ أَوْ دِينِهِ أَوْ فِعْلِهِ، أَوْ يُعَرِّضُ ذَلِكَ أَوْ يُشَبِّهُهُ بِشَيْءٍ عَلَى طَرِيقِ الْإِزْرَاءِ أَوْ التَّصْغِيرِ لِشَأْنِهِ أَوْ الْغَضِّ مِنْهُ، أَوْ تَمَنَّى لَهُ مَضَرَّةً أَوْ نَسَبَ إلَيْهِ مَا لَا يَلِيقُ بِمَنْصِبِهِ عَلَى طَرِيقِ الذَّمِّ أَوْ عَبَثَ فِي جِهَتِهِ الْعَزِيزَةِ بِسُخْفٍ مِنْ الْكَلَامِ وَهُجْرٍ وَمُنْكَرٍ مِنْ الْقَوْلِ وَزُورٍ أَوْ

---

[1] (الشفا بتعریف حقوق المصطفی 2 474)

[2] (الإعلام بقواطع الإسلام ص 117)

غَيْرِهِ بِشَيْءٍ مِمَّا جَرَى مِنَ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَيْهِ، أَوْ غَمَصَهُ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِيَّةِ الْجَائِزَةِ وَالْمَعْهُودَةِ لَدَيْهِ فَيُكَفَّرُ بِوَاحِدٍ مِمَّا ذُكِرَ إِجْمَاعًا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالم گلوچ کرے یا ان کی توہین و گستاخی کرے یا انکی ذات کا مذاق اڑائے یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کام کا مذاق اڑائے جیسے کہ انگلیاں چاٹنا یہ سب کفر ہے، اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا نسب میں کوئی عیب نکالنا ان کے دین میں یا نبی پاک کے کسی بھی کام میں عیب و نقص نکالنا بولنا سمجھنا کفر ہے۔ یا ابہام و تشبیہ و اشارے کی آڑ میں گستاخی کرے یا کمتری و تذلیل کرے تو یہ سب بھی کفر ہے۔ نبی پاک کا نقصان و کمی چاہے یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی ایسی چیز یا قول یا فعل منسوب کرے کہ جو رسالت کے منصب کے لائق نہ ہو تو اس طرح توہین و گستاخی کرنا بھی کفر ہے۔۔۔ تو توہین و کمتری کرے اس طرح کہ نبی پاک کا کلام کم عقل والا ہے یا ھجر و منکر ہے تو بھی کفر ہے، یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عار دی (طعنہ مارا توہین کی کمتری بیان کی) ان چیزوں کے ذریعہ سے کہ جو اللہ تعالی نے ان پر امتحانات ڈالے مصائب ڈالے تو یہ کفر ہے یا پھر عوارض بشریہ (یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ) کے ذریعے توہین و گستاخی کی تو بھی کفر ہے، یہ سب کفر ہیں اس پر اجماع ہے۔ [1]

حقره (ببعض العوارض البشرية الجائزة) جريانها (عليه المعهودة لديه) كالجوع والإغماء ونحوهما (وهذا) الذى ذكرناه (كله إجماع من العلماء) من المفسرين والمحدثين (وأئمة الفتوى) من المجتهدين (من لدن الصحابة رضى الله تعالى عنهم أجمعين إلى هلم جرا

---

[1] الاقتراف الكبائر ابن حجر 1/48)

صحابہ کرام کا اجماع ہے اور صحابہ کرام سے لے کر آج تک جتنے بھی معتبر علماء محدثین مفسرین اور مفتیان کرام گزرے ہیں ان سب کا اجماع ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر عار دی (طعنہ مارا توہین کی کمتری بیان کی) ان چیزوں کے ذریعہ سے کہ جو عوارض بشریہ ہیں (یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ کے ذریعے توہین وگستاخی کی) تو سب کا اجماع ہے کہ یہ کفر ہے۔ 1

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ

اے محبوب فرمادیجئے کہ میں اپنے لئے نفع اور نقصان کا مالک نہیں مگر یہ کہ جتنا مالک مجھے اللہ نے بنانا چاہا۔ 2

إِلَّا ما شاءَ اللهُ من ذلك فيعلمني به وحيا جليا او خفيا ويعطني قدرة على جلب النفع او دفع الضرر

جتنا اللہ نے مجھے مالک بنانا چاہا اتنا مجھے مالک بنایا نفع نقصان کا۔۔۔ تو اللہ تعالی مجھے وحی جلی یا وحی خفی کے ذریعے نفع نقصان کا علم عطا فرما دیتا ہے اور مجھے قدرت دے دیتا ہے کہ میں نفع اٹھاؤں نفع دوں اور نقصان کو دور کروں (اللہ کی عطاء سے)۔ 3

إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ أَنْ أَمْلِكَهُ

نفع نقصان کا اللہ تعالی نے جتنا مجھے مالک بنانا چاہا اتنا میں مالک ہوں۔ 4

إلا ما شاء الله أن أملكه من ذلك، بأن يقوّيني عليه ويعينني

میں نفع نقصان کا اتنا ہی مالک ہوں جتنا کہ اللہ تعالی نے مجھے مالک بنانا چاہا،

---

1 (شرح ملا علی قاری علی الشفاء 2/391)

2 (سورہ الاعراف آیت 188)

3 (تفسیر مظہری 3/443)

بغوی 3/310)

اس طرح کہ اللہ تعالی مجھے قوت عطا فرماتا ہے اور میری مدد فرماتا ہے۔ (1)

إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ أن یملکنی إیاہ فأملکه بمشیئته

نفع نقصان کا میں مالک نہیں مگر یہ کہ جتنا اللہ نے مجھے مالک بنانا چاہا تو میں اللہ کی مشیت اور رضامندی سے نفع نقصان کا مالک ہوں۔ (2)

مرزا جہلمی کا رد کئی علماء اہلسنت حسب وقت وحسب طاقت فرما رہے ہیں لیکن قبلہ مفتی راشد محمود رضوی صاحب نے خوب رد کیا ہے اور کر رہے ہیں، قبلہ مفتی راشد صاحب کے یوٹیوب چینل پے جائیں سبسکرائب کریں اور وڈیوز وقتاً فوقتاً دیکھیں اور پھیلائیں۔

(1) (تفسیر طبری 13/302)

(2) (تفسیر الماوردی 2/285)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ کہنا کیسا کہ "بابے تے شے ای کوئی نئیں"

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مرزا انجینئر بزرگان دین کے متعلق یہ بے ادبانہ جملہ بہت عام بولتا ہے کہ "بابے تے شے ای کوئی نئیں" یعنی بزرگان دین کوئی چیز نہیں ہیں۔ نیز ان بزرگان دین کی کرامات وتصرفات کا رد کرتے ہوئے یہ اور اس کے چیلے اس طرح کے اعتراضات کرتے ہیں کہ جو بزرگ بغیر عینک کے قرآن نہیں پڑھ سکتے وہ زمین کے اندر اور دل کی باتیں کیسے جان سکتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں ارشاد فرمائیں کہ یہ جملہ بولنا کیسا اور یوں عقلی اعتراضات کر کے کرامات وتصرفات کا انکار کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

مرزا انجینئر ایک نئے فرقے کا بانی ہے جس فرقے کے عقائد ونظریات میں یہ بنیادی نظریہ ہے کہ بزرگان دین کی تعلیمات کا انکار کرنا اور قرآن اور کچھ احادیث کے ترجمے پڑھ کر غلط سلط فتوے دینا اور امت مسلمہ کو گمراہ وکافر قرار دینا۔ اس مرزا انجینئر کی، اولیائے کرام کے علاوہ صحابہ کرام اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کئی بے ادبیاں کرنا ثابت اور قادیانیوں کے لیے نرم گوشہ ہونا واضح ہے۔

سوال میں بیان کردہ صورت کا جواب یہ ہے کہ ولی کی طرف سے بغیر دعویٰ نبوت کیے خلافِ عادت کام کے ظاہر ہونے کو "کرامت" کہتے ہیں۔ کراماتِ اولیاء

حق ہیں، جس پر قرآن وسنت اور اسلاف کی کتب معتمدہ سے کثیر دلائل موجود ہیں۔ لہٰذا اگر مرزا کا اس طرح کے بیانات سے یہ ثابت کرنا مقصد ہو کہ کرامات شے ہی کوئی نہیں یعنی کرامات کا منکر ہے تو یہ شخص واضح گمراہ ہے کہ کرامات کا مطلقاً انکار گمراہی ہے کہ یہ قرآن وحدیث کا انکار ہے۔ (آگے اس پر دلائل آئیں گے۔)

اگر مرزا کرامات کا منکر نہیں لیکن جب اس کو کسی ولی کی کرامت سنائی جائے تو اس کو قبول نہیں کرتا اور اس پر عجیب وغریب قسم کے عقلی اعتراضات کرتا اور مذاق اڑاتا ہے تو یہ ہٹ دھرمی ہے کہ کرامت ہوتی ہی وہ ہے جو خلافت عادت ہو عقل میں نہ آئے۔ یہ کہنا کہ ولی بغیر عینک کے قرآن نہیں پڑھ سکتے دل کے حالات کیا جانیں گے اور کرامات وتصرفات کیا کریں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ ہی نہیں کہ اولیاء کرام کو دنیوی آزمائشیں نہیں آتی ہیں بلکہ احادیث میں تو انبیاء علیہم السلام کے بعد صالحین کو آزمائشیں پہنچنا ثابت ہے لیکن ان آزمائشوں سے تصرفات کا انکار نہیں ہوتا۔ انبیاء علیہم السلام پر آزمائشیں آئیں تو کیا ان سے معجزات کا صدور نہیں ہوا؟ صحابہ کرام، تابعین اور بزرگان دین پر مصائب آئے اسکے باوجود ان کی کرامات اُن مستند علماء کرام (جن میں محدثین بھی شامل ہیں) نے درج کی ہیں جن کو مرزا بھی مانتا ہے اور ان کی کتب کے حوالے دیتا ہے۔ بلکہ مشکوۃ شریف جو حدیث کی کتاب ہے اور اس کتاب کا ترجمہ مرزا کی ٹیبل پر رکھا ہوتا ہے، اس میں ایک پورا باب کرامات کے نام سے درج ہے۔

اگر مرزا انجینئر یہ کہتا ہے کہ اولیاء کی کرامات حق ہیں لیکن اہل سنت جن بزرگان دین کی کرامات اور تصرفات کا بعد از وصال ذکر کرتے ہیں یہ ممکن اور مستند کتب سے ثابت نہیں تو اس کا جواب اس فتویٰ کے آخر میں تفصیلی دیا گیا ہے کہ جس طرح انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد ختم نہیں ہوتے اسی طرح اولیاء کی کرامات بھی ختم نہیں ہوتیں۔

کراماتِ اولیاء کا ثبوت قرآن وحدیث سے ثابت ہے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

کرامات کا ثبوت قرآن پاک سے

اللہ تعالٰی حضرت سلیمان علیہ السلام کے قول کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

{قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ، قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ، وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ، قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ}

ترجمہ کنزالایمان: سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا: اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں؟ ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا، قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا، امانتدار ہوں۔ اس نے عرض کی، جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا، ایک پل مارنے سے پہلے۔ [1]

بطور کرامت ایک لمحے میں تخت بلقیس حاضر کرنے والی ہستی ایک ولی اللہ کی تھی چنانچہ معتبر تفاسیر جیسے تفسیر سمرقندی جلد 2 صفحہ 497، تفسیر جلالین صفحہ 320، تفسیر صاوی جلد 4 صفحہ 1498، تفسیر روح البیان جلد 6 صفحہ 349 میں راجح اور جمہور مفسرین کا یہی قول لکھا ہے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا اُس سے مراد حضرت سلیمان عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

[1] (پارہ 19، سورۃ النمل، آیت 38، 39، 40)

ہیں۔ تفسیر نسفی میں ہے

”أو آصف بن برخیا کاتب سلیمان وھو الأصح وعلیه الجمھور وکان عندہ اسم اللہ الأعظم الذی إذا دعا به أجاب۔۔ ویروی أن آصف قال لسلیمان علیه السلام مد عینیك حتی ینتھی طرفك فمد عینیه فنظر نحو الیمین فدعا آصف فغار العرش فی مکانه ثم نبع عند مجلس سلیمان بقدرۃ اللہ تعالی قبل أن یرتد طرفه“

ترجمہ: یا وہ تخت لانے والے حضرت آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے کاتب تھے اور یہی زیادہ صحیح ہے اور اسی پر جمہور علماء ہیں۔ حضرت آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اسم اعظم تھا جس کے ذریعے سے دعا کرتے تھے تو قبول ہوتی تھی۔ مروی ہے کہ حضرت آصف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ اپنی آنکھیں بند کر کے کھولیں، حضرت آصف نے دائیں طرف نظر کی اور دعا کی تو بلقیس کا تخت اپنی جگہ سے زمین میں غائب ہوا اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی آنکھیں کھلنے سے پہلے ان کی مجلس میں اللہ عزوجل کی قدرت سے ظاہر ہو گیا۔ (1)

مذکورہ آیات کے تحت تفسیر نور العرفان میں ہے:

”اس سے معلوم ہوا کہ ولایت برحق ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات بھی برحق ہیں۔“ (2)

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے

{كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ، وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ، قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ، قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ}

---

(1) (تفسیر النسفی (مدارك التنزیل وحقائق التأویل)، صفحہ 607، دار الکلم، بیروت)

(2) (نور العرفان، صفحہ 816، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ)

ترجمہ: جب زکریا اس (مریم) کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے، اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا: اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ بولیں: وہ اللہ کے پاس سے ہے۔ [1]

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ عزوجل کی ولیہ تھیں ان کے پاس بے موسمی پھل آنا کرامت تھی۔ اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے

"وفی هذه الآية دليل على جواز كرامات الأولياء وظهور خوارق العادات على أيديهم"

ترجمہ: آیت کراماتِ اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر خوارق (کرامات) ظاہر فرماتا ہے۔ [2]

تصرفات وکرامات کا ثبوت حدیث قدسی سے

کرامات وتصرفات کا ثبوت بخاری شریف کی اس حدیث قدسی سے بالکل واضح ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعے قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے پسند ہیں اور میں نے اُس پر فرض کی ہیں۔ مزید فرمایا:

"وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ"

اور میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ

---

[1] (پارہ 3، سورۂ آل عمران، آیت 37)

[2] (تفسیر خازن، صفحہ 241، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

میں اسے اپنا محبوب بندہ بنالیتا ہوں۔ جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا قدم بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا فرماتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور میں اسے پناہ دیتا ہوں۔ [1]

امام رازی تفسیر کبیر میں منکرین کرامت کا رد اور کرامات اولیاء پر دلائل قائم کرتے ہوئے اسی حدیث قدسی کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"الحجة السادسة لا شك انّ المتولی للافعال ھوالروح لاالبدن ولھذا نری ان کل من کان اکثر علماً باحوال عالم الغیب کان اقوٰی قلباً ولھذا قال علی کرم اللہ تعالیٰ وجھه واللہ ماقلعت باب خیبر بقوة جسدانیة ولکن بقوة ربانیة وکذٰلك العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ تعالیٰ کنت له سمعاً وبصراًفاذا صار نور اجلال اللہ تعالیٰ سمعاً له سمع القریب و البعید واذاصار ذٰلك النور بصراً له راٰی القریب والبعید واذا صار ذٰلك النوریدا له قدر علی التصرف فی الصعب و السھل والبعید والقریب"

ترجمہ: اہل سنت کی چھٹی دلیل یہ ہے کہ بلاشبہ افعال کی متولی تو روح ہے نہ کہ بدن، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جسے احوال عالم غیب کا علم زیادہ ہے اس کا دل زیادہ قوی ہوتا ہے، ولہٰذا مولیٰ علی نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ اکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے۔ اسی طرح بندہ جب ہمیشہ طاعت میں لگا

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، جلد 5، صفحہ 2384، حدیث 6137، دار ابن کثیر الیمامہ، بیروت)

رہتا ہے تو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کی نسبت رب عزوجل فرماتا ہے کہ وہاں میں خود اس کے کان آنکھ ہوجاتا ہوں تو جب اجلالِ الٰہی کا نور اس کا کان ہوجاتا ہے بندہ نزدیک، دور سب سنتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ ہوجاتا ہے بندہ نزدیک و دور ،سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کا ہاتھ ہوجاتا ہے بندہ دشوار و سہل، نزدیک و دور ہر حال میں تصرف کرنے پر قادر ہوجاتا ہے۔ [1]

صحابہ کرام، تابعین و بزرگان دین سے کثیر مستند کتب سے کرامات کا ثبوت ہے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

مدینہ منورہ کے بہت بڑے مفتی حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرضِ وفات میں اپنی صاحبزادی اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! آج تک میرے پاس جو میرا مال تھا وہ آج وارثوں کا مال ہو چکا ہے اور میری اولاد میں تمہارے دونوں بھائی عبدُ الرّحمٰن و محمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں لہٰذا تم لوگ میرے مال کو قرآنِ مجید کے حکم کے مطابق تقسیم کرکے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: ابّا جان! میری تو ایک ہی بہن بی بی اسما ہیں۔ یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"ذو بطن ابنة خارجة، أراها جارية، وأخرجه ابن سعد، وقال في آخره ذات بطن ابنة خارجة، وقد ألقي في روعي أنها جارية، فاستوصي بها خيرًا، فولدت أم كلثوم"

---

[1] (مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر)، تحت آیۃ 18/9، جلد 21، صفحہ 77، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ (میری زوجہ) بنتِ خارجہ جو کہ حاملہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ اس کے شکم میں لڑکی ہے۔ ابن سعد نے اسے روایت کیا اور اس کے آخر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بنت خارجہ حاملہ ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ وہ لڑکی ہے، میں تمہیں اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تو (جیسا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا اس کے مطابق) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔ [1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

تاریخ الخلفاء میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت بڑی کرامت یوں لکھتے ہیں

"أخرج البيهقی وأبو نعيم، كلاهما فی دلائل النبوة، واللالكائی فی شرح السنة، والديرعاقولی فی فوائده، وابن الأعرابی فی كرامات الأولياء، والخطيب فی رواة مالك عن نافع عن ابن عمر، قال وجه عمر جيشًا، ورأس عليهم رجلاً يدعى سارية، فبينما عمر يخطب جعل ينادی يا سارية الجبل، ثلاثًا، ثم قدم رسول الجيش، فسأله عمر، فقال يا أمير المؤمنين هزمنا، فبينا نحن كذلك إذ سمعنا صوتًا ينادی يا سارية الجبل، ثلاثًا، فأسندنا ظهورنا إلى الجبل، فهزمهم الله، قال قيل لعمر إنك كنت تصيح بذلك، وذلك الجبل الذی كان سارية عنده بنهاوند من أرض العجم، قال ابن حجر فی الإصابة إسناده حسن"

امام بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل نبوۃ میں، علامہ لالکائی نے شرح السنہ میں، دیر عاقولی نے اپنی فوائد میں، ابن عربی نے کرامات اولیاء میں اور خطیب نے امام مالک

---

[1] (تاريخ الخلفاء، صفحه 63 ماخوذا، حجة الله على العالمين، الخاتمة فی اثبات كرامات الاولياء الخ، المطلب الثالث فی ذكر جملة جميلة الخ، ص611ماخوذا)

کی نافع سے وہ ابن عمر سے مروی روایات کے حوالے سے تخریج کی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر بھیجا، جس کا سردار ساریہ نامی شخص تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ (مدینہ میں) خطبہ دے رہے تھے کہ تین دفعہ یوں پکارا: اے ساریہ پہاڑ (کی طرف دیکھو!) پھر لشکر کا قاصد آیا تو حضرت عمر عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کے متعلق دریافت کیا۔ وہ عرض گزار ہوا: اے امیر المومنین ہم شکست خوردہ ہو گئے، ہم اسی حالت میں تھے کہ ہم نے ایک آواز سنی، کوئی پکار رہا تھا: اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو، ایسا تین بار کہا گیا، تو ہم نے اپنی پشت کو پہاڑ کی طرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دیدی۔ حضرت عمر فاروق کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ آپ وہ تھے جنہوں نے یہ یوں پکارا تھا۔ وہ پہاڑ جس کے پاس حضرت ساریہ تھے وہ عجم کی زمین نہاوند میں تھا (اس وقت مدینہ منورہ اور لشکر کی جگہ کے درمیان ایک ماہ کی مسافت تھی۔) علامہ ابن حجر نے اصابہ میں فرمایا کہ اس روایت کی سند حسن ہے۔ [1]

اس بیان کردہ حسن سند کی روایت سے مرزا انجینئر اور ان کے چیلوں کا وہ ظاہری اعتراض بھی باطل ثابت ہو گیا کہ جو کہتے ہیں کہ ولیوں سے بغیر عینک کے قرآن نہیں پڑھا جاتا وہ دیوار کے پیچھے کیسے غیبی طور پر دیکھ سکتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہزاروں میل دور نہ صرف اس جنگ کو ملاحظہ کیا بلکہ مدینہ سے اپنی آواز بھی وہاں پہنچا دی اور وہاں کے لوگوں نے اس آواز کو سنا بھی۔ یہ کرامت وتصرف نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت بیان کرتے ہوئے حضرتِ سیدُ نا

---

[1] (تاریخ الخلفاء، صفحہ 101، مکتبۃ نزار مصطفی الباز)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُ نا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے قبرِستان ''جنّتُ البقیع'' کے اُس حصّے میں تشریف لے گئے جو ''حَشِ کَوْکَب'' کہلاتا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں ایک جگہ پر کھڑے ہو کر فرمایا "إنه سيدفن هنا رجل صالح "عنقریب یہاں ایک نیک شخص دفن کیا جائے گا۔ چُنانچہ اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوگئی اور باغیوں نے جنازہ ُمبارکہ کے ساتھ اس قدر اُودھم بازی کی کہ نہ روضہ ٔمنوّرہ کے قریب دفن کیا جا سکا نہ جنّتُ البقیع کے اُس حصّے میں مدفون کئے جا سکے جو صَحابہ ٔکِبار (یعنی بڑے صحابہ ٔکرام علیہم الرضوان) کا قبرستان تھا بلکہ سب سے دُور الگ تھلگ ''حَشِ کَوْکَب'' میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپرد ِخاک کئے گئے جہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اُس وقت تک وہاں کوئی قبر ہی نہ تھی۔ (1)

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

امام فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت بیان کرتے ہوئے تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ ایک حبشی غلام جو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتہائی مُخلص محب تھا، شامت اعمال سے اس نے ایک مرتبہ چوری کرلی، لوگوں نے اس کو پکڑ کر دربار خلافت میں پیش کر دیا اور غلام نے اپنے جرم کا اقرار بھی کرلیا۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ اپنے گھر کو روانہ ہوا تو راستہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن الکرا سے اس کی ملاقات ہوگئی۔ ابن الکرا نے پوچھا کہ تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا؟ تو غلام نے کہا: امیر المومنین ویعسوب المسلمین، داماد رسول وزوج بتول نے۔ ابن الکرا نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر بھی تم

---

(1) (کراماتِ صحابہ ص 96، الرِّیاض النضرۃ، ج 3 ص 73 وغیرہ)

اس قدر اعزاز واکرام اور مدح وثناء کے ساتھ انکا نام لیتے ہو؟ غلام نے کہا کہ کیا ہوا؟ انہوں نے حق پر میرا ہاتھ کاٹا اور مجھے عذاب جہنم سے بچالیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کی گفتگو سنی اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا "فَدَعَا الْأَسْوَدَ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى سَاعِدِهِ وَغَطَّاهُ بِمَنْدِيلٍ وَدَعَا بِدَعَوَاتٍ فَسَمِعْنَا صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ ارْفَعِ الرِّدَاءَ عَنِ الْيَدِ فَرَفَعْنَاهُ فَإِذَا الْيَدُ قَدْ بَرَأَتْ بِإِذْنِ اللهِ تَعَالَى وَجَمِيلِ صُنْعِهِ" تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غلام کو بلوا کر اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی کلائی پر رکھ کر رومال سے چھپا دیا پھر کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک غیبی آواز آئی کہ ہاتھ سے رومال ہٹاؤ۔ جب لوگوں نے رومال ہٹایا تو اللہ عزوجل کے حکم اور اس کی کمال صنعت سے غلام کا کٹا ہوا ہاتھ بالکل درست ہو گیا۔ (1)

تابعی بزرگ حضرت ابو مسلم خولانی کی کرامت

صحابہ کرام کی طرح تابعین سے بھی کثیر کرامات مستند کتب سے ثابت ہیں چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں عظیم تابعی بزرگ حضرت ابو مسلم الخولانی کا پانی پر چلنے کا واقعہ صحیح سند کے ساتھ بیان کیا

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، أَوْ غَيْرِهِ أَنَّ أَبَا مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيَّ، مَرَّ بِدِجْلَةَ وَهِيَ تَرْمِي بِالْخَشَبِ مِنْ مَدِّهَا فَمَشَى عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ «هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ مَتَاعِكُمْ شَيْئًا فَتَدْعُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ»"

ترجمہ: حضرت ابو مسلم الخولانی ایک مرتبہ دجلہ کی طرف تشریف لائے، اس وقت دجلہ نے اپنے اندر تیرتی لکڑیوں کو پھینکنا شروع کر دیا، اور حضرت ابو مسلم

(1) (تفسیر کبیر، ج21، ص434، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز گم ہو گئی تو اللہ عزوجل سے دعا کرو۔ [1]

اس بارے میں مزید اور بھی مستند کرامات درج کی جاسکتی ہیں بلکہ علمائے کرام نے تو خاص صحابہ کرام کی کرامات پر کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن جو متکبر و منکر اور ہٹ دھرم ہے وہ اپنے مطلب کی ہی روایت پڑھ کر اس سے غلط معنی استدلال کرے گا اور مستند کرامات کو انکار دلیل کے ساتھ کرنے پر جب عاجز آئے گا تو یہی بے تکے اعتراضات کر کے اپنے چیلوں کو مطمئن کرے گا کہ اگر اولیاء تصرفات رکھتے ہوتے تو فلاں کام کیوں نہیں کرتے، فلاں کیوں ہوا وغیرہ حالانکہ ان جاہلوں کو اتنا پتہ نہیں کہ اولیاء کرام ہمارے پابند نہیں کہ ہم ان کو آرڈر کریں تو یہ کرامات دکھانا شروع ہو جائیں، اولیاء جب چاہیں تو وہ کرامت ظاہر کرتے ہیں ورنہ رب کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ اللہ عزوجل ہر چیز پر قادر ہے اس کے باوجود کئی مرتبہ غیر مسلم مساجد کو شہید کر دیتے ہیں اب اگر کوئی غیر مسلم اعتراض کرے کہ جب خدا سب کچھ کر سکتا ہے تو اپنی عبادت گاہ کیوں نہیں بچا سکتا؟ بلکہ بیت المقدس اور مسجد اقصی کیوں آزاد نہیں ہو رہی؟ تو اس کا جواب یہ انجینئر مرزا اور اس کے چیلے یہی دیں گے کہ یہ رب کی مشیت ہے، لیکن ولیوں کی بات آئے تو ان کو اعتراض اور مذاق سوجھتا ہے۔

علمائے اسلاف جن کو یہ انجینئر مرزا بھی مانتا ہے اور ان کے حوالے دیتا ہے انہوں نے واضح طور پر کرامات اولیاء کو مانا ہے اور اس کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے منکر کو گمراہ قرار دیا ہے۔

کرامت کی تعریف اور اس کے منکر پر حکم

---

[1] (الزهد، أحمد بن محمد بن حنبل، جلد 1، صفحه 310، رقم 2253، دار الكتب العلمية، بيروت)

مشکوۃ شریف میں باب الکرامات کے تحت مراۃ المناجیح میں ہے:

”کرامات جمع ہے کرامت کی بمعنی تعظیم واحترام۔ اصطلاحِ شریعت میں کرامت وہ عجیب وغریب چیز ہے، جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ حق یہ ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ بن سکتی ہے، وہ ولی کی کرامت بھی بن سکتی ہے، سوا اُس معجزہ کے جو دلیلِ نبوت ہو۔ جیسے وحی اور آیات قرآنیہ۔ معتزلہ کرامات کا انکار کرتے ہیں، اہل سنت کے نزدیک کرامت حق ہے۔ آصف بن برخیا کا پلک جھپکنے سے پہلے تختِ بلقیس کو یمن سے شام میں لے آنا، حضرت مریم کا بغیر خاوند حاملہ ہونا اور غیبی رزق کھانا، اصحاب کہف کا بے کھانا، پانی صدہا سال تک زندہ رہنا کراماتِ اولیاء ہیں، جو قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ حضور غوث پاک کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں۔“ (1)

ملا علی قاری رحمہ اللہ مشکوۃ شریف میں ”باب الکرامات“ کے تحت فرماتے ہیں

”الکرامات جمع کرامة وھی اسم من الاکرام والتکریم وھی فعل خارق للعادة غیر مقرون بالتحدی وقد اعترف بھا اھل السنة وانکرھا المعتزلة واحتج اھل السنة بحدوث الحبل لمریم من غیر فحل وحصول الرزق عندھا من غیر سبب ظاھر وایضاً ففی قصة اصحاب الکھف فی الغار ثلثمائة سنة وازید فی النوم احیاء من غیر اٰفة دلیل ظاھر وکذا فی احضار اٰصف بن برخیا عرش بلقیس قبل ارتداد الطرف حجة واضحة۔“ مفہوم اوپر مذکور ہوا۔ (2)

علامہ نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”حق فتظھر الکرامة علی طریق نقض العادة للولی من قطع

---

(1) (مراۃ المناجیح، جلد 8، صفحہ 268، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ)

(2) (مرقاۃ المفاتیح، جلد 11، صفحہ 88، مطبوعہ کوئٹہ)

مسافة البعيدة فی المدة القليلة"

ترجمہ: اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں، پس ولی کی کرامت خلافِ عادت طریقے سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ مسافتِ بعیدہ کو مدتِ قلیلہ میں طے کر لے۔"

اس کی شرح میں علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"کأتیان صاحب سلیمان علیه السلام وهو اصف بن برخیا علی الاشهر بعرش بلقیس قبل ارتداد الطرف مع بعد المسافة"

ترجمہ: مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی یا ساتھی آصف بن برخیا کا تخت بلقیس بہت دور ہونے کے باوجود پلک جھپکنے سے پہلے لے آنا۔ (1)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

"الکرامات للاولیاء حق ای ثابت بالکتاب والسنة ولا عبرة بمخالفة المعتزلة واهل البدعة فی انکار الکرامة"

ترجمہ: کراماتِ اولیاء حق ہیں۔ یعنی قرآن وسنت سے ثابت ہیں اور معتزلہ اور بدعتیوں کا کراماتِ اولیاء کا انکار کرنا، معتبر نہیں۔ (2)

لوگ کرامات کے منکر کیوں ہیں؟

وہابی، انجینئر مرزا اور دیگر سیکولر لوگ کرامت وتصرف کے منکر ہیں، اس لئے وہ ان کو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ دراصل خود ان میں آج تک کوئی ولی نہیں ہوا، تو کرامت ان میں کہاں سے آئے گی؟ وہابیوں کی طرح معتزلہ گمراہ فرقہ بھی کرامت کا منکر تھا ان کے متعلق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وخالفهم المعتزلة حیث لم یشاهدوا فیما بینهم هذه المنزلة"

---

(1) (شرح العقائد النسفیہ مع متن العقائد، صفحہ 146، مطبوعہ ملتان)

(2) (شرح فقہ اکبر، صفحہ 130، مطبوعہ ملتان)

ترجمہ: معتزلہ کرامت کے مسئلہ میں اہل سنت کے خلاف ہوئے کیونکہ انہیں اپنے افراد میں یہ مرتبہ کرامت دکھائی نہیں دیا۔ ❶

وہابیوں کی طرح اگر انجینئر مرزا بھی کرامات کا انکار اگر اس طور پر کرتا ہے کہ جو بزرگ ہستیاں دنیا سے پردہ کر چکی ہیں، ان سے مدد مانگنا اور ان ہستیوں کا مدد کرنا یہ ثابت نہیں بلکہ معاذ اللہ شرک ہے اور یہ ہستیاں اب کسی چیز کا تصرف و اختیار نہیں رکھتیں تو اس نظریے کا رد مستند دلائل سے ملاحظہ ہو:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال ظاہری کے بعد ان سے مدد مانگنا

امام بخاری کے استاد محترم ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں

"عن مالك قال أصاب الناس قحط في زمان عمر بن الخطاب فجاء رجل إلى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله، استسق الله لأمتك فإنهم قد هلكوا فأتاه رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام فقال(ائت عمر فأقرئه السلام، وأخبره أنكم مسقون)

ترجمہ: حضرت مالک سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: عمر کو میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہو گی۔ ❷

اس روایت میں حضور علیہ الصلوٰۃ السلام سے مدد طلب کی گئی تو آپ نے خواب

---

❶ (شرح فقہ اکبر، صفحہ 79، مصطفی البابی، مصر)

❷ (مصنف ابن شیبہ، کتاب الفضائل، ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب، جلد 12، صفحہ 32، الدار السلفیۃ، الھندیۃ)

میں آ کر بارش کی بشارت دی۔ اس حدیث کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قرۃ العینین'' میں نقل کیا۔ علامہ ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق'' علامہ ابن عبدالبر نے ''الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب'' میں اور امام قسطلانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے چنانچہ ''المواہب اللدنیہ'' میں فرماتے ہیں۔

''وروی ابن أبی شیبۃ بإسناد صحیح من روایۃ أبی صالح السمان، عن مالك الدار قال أصاب الناس قحط فی زمن عمر بن الخطاب، الخ'' (1)

انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کی کرامات بعد از وصال جاری رہتی ہیں

انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کی کرامات ان کے وصال کے بعد بھی جاری رہتی ہیں۔ علامہ نابلسی قدس سرہ، نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا

''کرامات الاولیاء باقیۃ بعد موتہم ایضا ومن زعم خلاف ذلك فہو جاہل متعصب ولنا رسالۃ فی خصوص اثبات الکرامۃ بعد موت الولی۔ ملخصاً''

اولیاء کی کرامتیں بعد انتقال بھی باقی ہیں جو اس کے خلاف زعم کرے وہ جاہل ہٹ دھرم ہے ہم نے ایک رسالہ خاص اسی امر کے ثبوت میں لکھا ہے۔ (2)

چار ہستیوں کو بعد از وصال بھی تصرف فرماتے دیکھا گیا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں

''یکے از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را از مشائخ تصرف می کنند در قبور خود مانند تصرفہائے شاں در حیات خود یا بیشتر شیخ معروف و عبدالقادر جیلانی رضی

---

(1) (المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، الجزء الثالث، الفصل الرابع، جلد 3، صفحہ 374، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرۃ)

(2) (الحدیقۃ الندیہ، اولہم آدم ابوالبشر، جلد 1، صفحہ 290، نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

اللہ تعالیٰ عنہما و دو کس دیگر را ز اولیاء شمردہ"

ترجمہ: ایک عظیم بزرگ فرماتے ہیں میں نے مشائخ میں سے چار حضرات کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں رہ کر بھی ویسے ہی تصرف فرماتے ہیں جیسے حیات دنیا کے وقت فرماتے تھے یا اس سے بھی زیادہ (۱) شیخ معروف کرخی (۲) سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اور دو اولیاء اور کو شمار کیا۔ (اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور، جلد 1، صفحہ 715، تیج کمار، لکھنؤ)

اولیاء کرام کو اہل دنیا کا علم ہوتا ہے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں

"بعض خواص اولیاء را کہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانند دریں حالت (یعنی بحالت عالم برزخ) دادہ واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد"

ترجمہ: بعض خواص اولیاء جنھیں اپنے دوسرے بنی نوع کی تکمیل وارشاد کا ذریعہ بنایا ہے ان کو اس حالت میں تصرف در دنیا (یعنی عالم برزخ کی حالت میں) کے اندر تصرف بخشا ہے اور مشاہدہ الٰہی میں ان کا استغراق اس جانب توجہ سے مانع نہیں ہوتا اس لیے کہ ان کے مدارک بہت زیادہ وسعت رکھتے ہیں۔ (1)

اولیاء کرام اپنے عقیدت مندوں کی دنیا و آخرت میں مدد فرماتے ہیں

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تذکرۃ الموتٰی میں لکھتے ہیں

"اولیاء اللہ دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگاری می فرمایند و دشمناں را ہلاک می نمایند و از ارواح بطریق اویسیت فیض باطنی می رسد"

(1) (تفسیر عزیزی، تحت والقمر اذا اتسق، صفحہ 206، سلیم بک ڈپو لال کنواں، دہلی)

ترجمہ: اولیاء اللہ اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی دنیا و آخرت میں مدد فرماتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور روحوں سے اویسیت کے طریقے پر باطنی فیض پہنچاتے ہے۔ ①

ائمہ مجتہدین کی شان وعظمت

امام اجل عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ، الربانی میزان الشریعۃ الکبرٰی میں ارشاد فرماتے ہیں

"جمیع الائمۃ المجتہدین یشفعون فی اتباعھم ویلاحظونھم فی شدائھم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیامۃ حتٰی یجاوز الصراط"

ترجمہ: تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و برزخ وقیامت ہر جگہ کی سختیوں میں ان پر نگاہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ صراط سے پار ہو جائیں۔ ②

جس سے دنیا میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعد وصال بھی مانگ سکتے ہیں۔

امام غزالی قدس سرہ العالی پھر شیخ محقق، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"واللفظ لشرح المشکوٰۃ حجۃ الاسلام امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ مے شود بوی در حیات استمداد مے شود بوی بعد از وفات"

ترجمہ: الفاظ شرح مشکوٰۃ کے ہیں: حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں جس سے زندگی میں مدد مانگی جائے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔ ③

---

① (تذکرۃ الموتٰی والقبور اردو ترجمہ مصباح القبور باب روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ کے بیان میں، صفحہ 76 نوری کتب خانہ، لاہور)

② (المیزان الکبرٰی، مقدمۃ الکتاب، جلد 1، صفحہ 9، مصطفی البابی، مصر)

③ (اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور، جلد 1، صفحہ 715، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

اولیاء کرام مزارات پر آنے والوں کی مدد کرتے ہیں

امام ابن حجر مکی پھر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شروح مشکوٰۃ میں فرمایا

"صالحاں را مدد بلیغ است بہ زیارت کنندگانِ خود را بر اندازہ ادب ایشاں"

ترجمہ: صالحین اپنے زائرین کے ادب کے مطابق ان کی بے پناہ مدد فرماتے ہیں۔ (1)

امام علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اہلسنت کے نزدیک علم و ادراک موتیٰ کی تحقیق کر کے فرمایا

"ولهذا ينتفع بزيارة قبور الابرار والاستعانة من نفوس الاخيار"

ترجمہ: اسی لیے قبور اولیاء کی زیارت اور ارواح طیبہ سے استعانت نفع دیتی ہے۔ (2)

وصال شدہ ہستیوں کی مدد زیادہ قوی ہے یا زندوں کی؟

مشکوٰۃ شریف کی شرح اشعۃ میں ہے:

"سیدی احمد بن زروق کہ از عاظم فقہاء و علماء و مشائخ دیار مغرب است گفت روزے شیخ ابوالعباس حضرم از من پرسید امدادِ حی قوی ست یا امداد میّت قوی ست من گفتم قوی می گویند کہ امداد حی قوی تر است و من می گویم کہ امداد میت قوی تر است پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وی در بساط است و در حضرت اوست (قال) و نقل دریں معنی ازیں طائفہ بیشتر از ان ست کہ حصر و احصار کردہ شود یافتہ نمی شود در کتاب و سنت اقوالِ سلف صالح چیزے کہ منافی و مخالف ایں باشد و رد کند ایں را الخ"

---

(1) (اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور جلد 1، صفحہ 715، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

(2) (شرح المقاصد، المبحث الرابع، مدرک الجزئیات عندنا الخ، جلد 2، صفحہ 43، دار المعارف النعمانیہ، لاہور)

ترجمہ: سیدی احمد بن زروق جو دیارِ مغرب کے عظیم ترین فقہاء اور علماء و مشائخ سے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا زندہ کی امداد قوی ہے یا وفات یافتہ کی؟ میں نے کہا کچھ لوگ زندہ کی امداد زیادہ قوی بتاتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وفات یافتہ کی امداد زیادہ قوی ہے۔ اسی پر شیخ نے فرمایا: ہاں! اس لیے کہ وہ حق کے دربار اور اس کی بارگارہ میں حاضر ہے (فرمایا) اس مضمون کا کلام ان بزرگوں سے اتنا زیادہ منقول ہے کہ حد وشمار سے باہر ہے اور کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقول میں ایسی کوئی بات موجود نہیں جو اس کے منافی ومخالف اور اسے رد کرنے والی ہو۔ [1]

صالحین سے مدد مانگنا شرک کیوں نہیں؟

انجینئر مرزا اور دیگر بدمذہب جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہی کافی ہے، اسی سے مدد مانگی جائے تو یقیناً "اللہ عزوجل ہی حقیقی مددگار ہے اور اس سے ہی مسلمان مدد مانگتا ہیں، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی کسی بزرگ ہستی سے یہ نظریہ رکھتے ہوئے مدد مانگے کہ یہ اللہ عزوجل کی عطا سے مدد کرسکتا ہے تو یہ شرک نہیں بلکہ مستند دلائل سے ثابت ہے۔ جو اسے شرک کہتے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں سوائے بتوں والی آیات کے جو یہ مزارات اولیاء پر منطبق کرتے ہیں۔

امام علامہ علی بن عبد الکافی سبکی اپنی کتاب مستطاب "شفاء السقام" شریف میں ارشاد فرماتے ہیں "لیس المراد نسبة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال هذا لایقصده مسلم فصرف الکلام الیه ومنعه من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام المؤحدین"

[1] (اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور، جلد 1، صفحہ 716، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق وفاعل مستقل ہیں۔ یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا، تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔ [1]

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی میں ہے

"سئل عما يقع من العامة من قولهم عند الشدائد يا شيخ فلان و نحو ذالك من الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والصالحين وهل للمشائخ اغاثة بعد موتهم ام لا ؟ فاجاب بما نصه ان الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والاولياء والعلماء الصالحين جائزة وللانبياء والرسل والاولياء والصالحين اغاثة بعد موتهم"

ترجمہ: ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء ومرسلین واولیاء وصالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں (یارسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء ومرسلین واولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔ [2]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

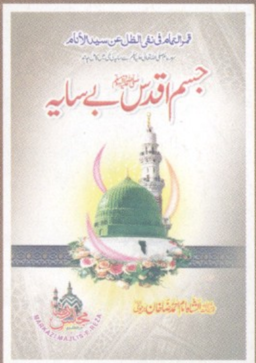
13 شوال المکرم 1444ھ/ 04 مئی 2023ء

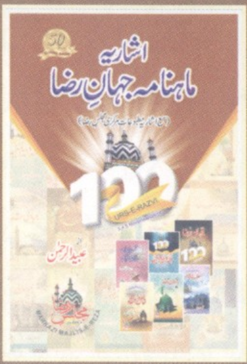
---

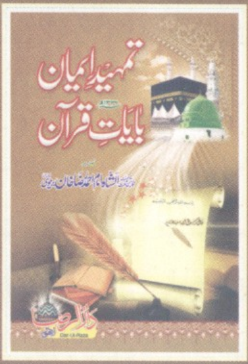
[1] (شفاء السقام، الباب الثامن فی التوسل والاستغاثہ الخ، صفحہ 175، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

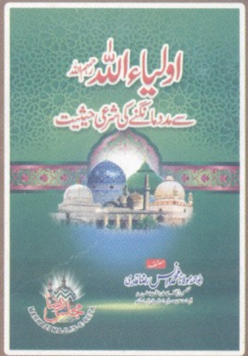
[2] (فتاوی الرملی، مسائل شتی، جلد 04، صفحہ 733، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

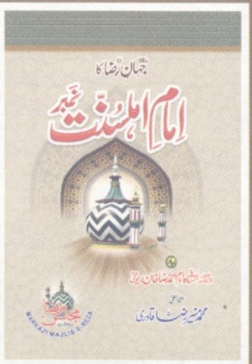
قابلِ مطالعہ کتابیں

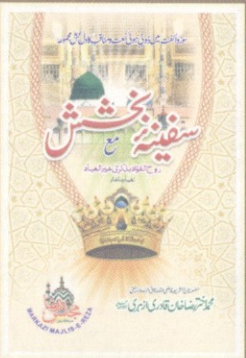


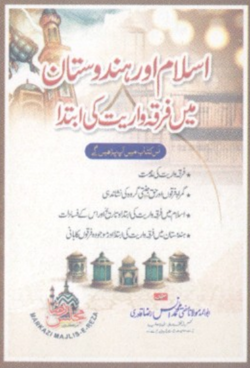


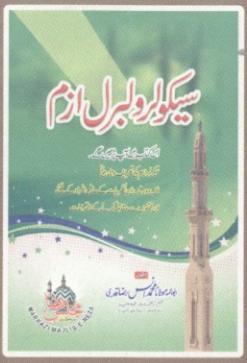


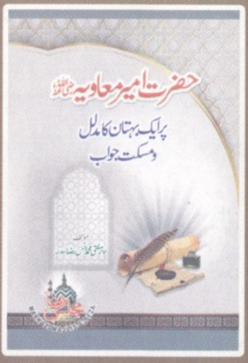












مسلم کتابوی
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور
042-37225605

Email:muslimkitabevi@gmail.com